جشنِ "عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم"

(کے انعقاد کے عقلی و نقلی دلائل)

تالیف : محمد بن علوی المالکی الحسنی
(اُستاد مسجد الحرام مکۃ المکرمۃ)

مترجم : دوست محمد شاکر سیالوی
ایم۔ اے عربی و اسلامیات
(یونیورسٹی امتیازات)

طبع اوّل : ۱۴۰۳ ہجری

شرکتِ حنفیہ ۔ گنج بخش روڈ لاہور

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https:/ / t.me/ tehqiqat

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیعُ خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

از

مولانا محمد سرفراز نعیمی فاضل عربی (گولڈ میڈلسٹ) ایم۔اے عربی و اسلامیات

استاذ الادب العربی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو۔ لاہور

اُمتِ مسلمہ کے دین کا سرمایہ اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ کی متاعِ کل آپ کی سیرتِ طیبہ ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کو چہار سُو عالم رنگ و بُو میں آشکارا کرنے، آپ کے ابدی پیغام کو کائنات کے ذرّے ذرّے میں پہنچانے، اور حقانیتِ اسلام کے ثبوت کے لئے غلامانِ رسول محافل میلاد منعقد کرتے ہیں۔ ان محافل میں جملہ پہلوؤں پر اِس نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے دینِ اِسلام کی ہمہ گیری، آفاقیت اور حقانیّت اُجاگر ہوتی ہے۔ مع ہٰذا صاحبِ دینِ متین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اور عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ حضور کی تشریف آوری کی برکات و ثمرات کو بیان کیا جاتا ہے۔ آپکی ولادتِ طیبہ کے منفرد و یکتا انداز کو گوش انداز کیا جاتا ہے۔ ایسا مبارک دِن تمام امتِ محمدیہ کیلئے مسرّت، خوشی کے جذبات سے معمور اور تعلیماتِ اسلامیہ سے آگاہی کا پیغام بن کر خالقِ کائنات کے احسان و امتنان پر اظہارِ تشکر کی نوید بن کر آتا ہے۔ زیرِ نظر رسالہ کے اندر عالمِ اسلام کے عالم اور بیت اللہ شریف

کی مسجد الحرام کے استاد شیخ السید محمد بن علوی المالکی الحسینی نے حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف"
کے عنوان سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعقاد کے جواز پر نہایت ہی محققانہ،
مدللانہ اور عالمانہ انداز سے ثابت کیا اور منکرین کو لاجواب جوابات دیئے۔ یہ بے مثل اور
اپنی نوعیت کا منفرد جامع رسالہ چونکہ عربی زبان میں تھا للذا برصغیر کے عام مسلمان اس
سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتے تھے۔ شرکت حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور کے ڈائریکٹر الحاج محمد امجد علی
چشتی دام ظلہ نے اپنے قیام حرمین شریفین کے دوران نہ صرف اس بے مثل عالم سے
سند روایت حدیث کی اجازت اور شرف تلمذ ہی حاصل کیا بلکہ موصوف سے ان کی
تصنیف کردہ عربی کی چند محققانہ کتب بھی اپنے ہمراہ لائے جن میں یہ دُرِّ کمیاب بھی
ہے۔ الحاج جناب امجد علی چشتی کا یہ جذبہ قابل ستائش اور عین سعادت ہے۔

خدا کرے کہ وہ اپنے نیک ارادوں اور تعمیری عظیم مقاصد میں کامران ہوں۔
مکرمی محترمی مولانا دوست محمد شاکر سیالوی ایم۔ اے نے اس عربی نادر پارے کو اردو
کے قالب میں ڈھالنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اصل رسالے اور ترجمہ کے چیدہ چیدہ مقامات کو میں نے دیکھا جس میں نہایت
عمدہ طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی میلاد کی محافل کے انعقاد
کو قرآن و حدیث کی روشنی کے علاوہ عقلاً و نقلاً تقریباً اکیس ۲۱ سے زائد دلائل کو
ثابت کیا گیا ہے۔

حضور کی میلادِ پاک کے مفہوم کی حقیقت اور آپ کی حیاتِ برزخیہ کی نوعیت
کو مسکت جوابات میں تفصیلاً بیان کیا۔

مخلص
محمد سرفراز نعیمی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

مقدمہ

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد کے بارے میں کافی کچھ لکھا جا چکا ہے اور میں بھی اس موضوع پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا اور مسلمان عقلاء و مفکرین کا ذہن جن موضوعات پر مرکوز ہے وہ اس معاملہ و مسئلہ سے زیادہ اہم و ضروری ہیں۔ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلادِ پاک ایسا موضوع ہے جو ہر سال ماہِ ربیع الاوّل میں نشر کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ (اہل سُنت والجماعت) کا بچہ بچہ اس سے آگاہ ہے تاہم احباب کے اصرار پر کہ خصوصاً اس موضوع پر میری رائے کیا ہے اور اس خدشہ کے پیش نظر کہ موضوع ہذا کو بیان کرنے کی صورت میں علم چھپانے کے جُرم کا ارتکاب کروں گا۔ میں نے اس موضوع پر اس میدان میں قلم اُٹھایا اور میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وُہ مجھے دُرست اور صحیح باتیں الہام فرمائے۔ آمین

حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف منانے کے جواز پر دلائل اور میلاد کی محافل منعقد کرنے کے جواز کے بیان سے قبل میں مندرجہ ذیل مسائل کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔

میلاد شریف کا معنی و مطلب

(۱) ہم میلاد شریف کے متعلق اس امر کے قائل ہیں کہ اس سے ہمارا مقصد حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کرنا، آپ کی بارگاہِ اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنا، حضور کے محامد و اوصافِ عالیہ سُننا، کھانا کھلانا اور حضور کی اُمت کے دلوں کو خوش کرنا ہے۔[۱]

(۲) دوسری بات یہ کہ ہم اِس امر کے قائل نہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف اسی مخصوص رات میں ہی مسنون ہے، بلکہ اگر اس طرح کا اعتقاد رکھنے والا گویا دین متین میں نئی چیز ایجاد کرتا ہے۔

کیونکہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر پاک کرنا اور آپ کی ذاتِ اقدس سے تعلّق ہر لمحہ اور سیکنڈ رکھنا واجب ہے۔ نیز حضور کے ذکر اور آپ کی ذات سے تعلق سے تمام انسانوں کو معمور ہونا چاہیئے۔

ہاں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے ماہ مقدس میں میلاد شریف منعقد کرنے والا لوگوں کو ترغیب محبت مصطفیٰ کی طرف راغب کرنے، میلاد شریف کی مبارک محافل میں جمع کرنے اور ان کے فیاض شعور کو بیدار کرنے کے لحاظ سے قوی و مضبوط تر ہوتا ہے کیونکہ وہ اس طرح بعض زمانے کے ایک حصّے کی کڑیاں دوسرے حصّے سے ملاتا ہے، چنانچہ ماہ ربیع الاول شریف میں حضور کے غلام زمانۂ حاضر سے ماضی یاد کرتے اور حاضر سے غائب کی طرف منتقل و متوجہ ہوتے ہیں۔

---

[۱] محفلِ میلاد، میلاد کی مبارک رات سے مخصوص نہیں۔

۳ حضورؐ کی میلاد پاک منعقد کرنا تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ہے

تیسری بات یہ کہ میلاد النبیؐ ایسے اجتماعات دعوت الی اللہ کی جانب بہت بڑا اور عظیم وسیلہ و ذریعہ ہیں۔ یہ ایسا سنہری و قیمتی موقع و فرصت ہے جس کو ضائع نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ دعوت الی اللہ کے داعیوں، علماء پر واجب ہے کہ وہ اُمت کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق، آداب، احوال اور سیرت طیبہ، معاملات اور عبادت سے روشناس کرائیں نیز یہ کہ داعی اور علماء حضرات انہیں پند و نصیحت کریں اور خیر و فلاح کی طرف راہنمائی کریں اور بلاء، بدعتوں، شر و فتنوں سے ڈرائیں اور ہم ہمیشہ اللہ کے فضل و کرم سے اس کی دعوت دیتے رہیں گے اس میں شریک و شامل رہیں گے اور لوگوں کو علانیہ یہ کہتے ہیں۔

لَيْسَ المقصودُ مِنْ هٰذِهِ الاجتماعات مجرد الاجتماعات والمظاهِرُ بَلْ اَنَّ هٰذِهِ وسيلة شريفة اِلىٰ غايةٍ شريفةٍ وهِىَ كذا وكذا، ومَنْ لَمْ يستفد شيئاً لدينه فهُوَ محرومٌ مِنْ خيراتِ المولدِ الشريف۔

صہ ۵

اِس قسم کے اجتماعات سے مقصود صرف اجتماعات اور ظاہر ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ عظیم ترین مقاصد کے حصول کا وسیلہ اور ذریعہ ہے اور وُہ فلاں فلاں ہے اور جس شخص نے اپنے دین اور ایمان کی خاطر کسی طرح کا کوئی استفادہ نہ کیا تو وُہ میلاد شریف کی برکات اور خیرات سے محروم ہے۔

حضورؐ کی ذاتِ اقدس کی میلاد کی محافل کے انعقاد پر دلائل

دلیل اوّل نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میلاد شریف کی محفل

برپا کرنے کا مطلب حضورؐ کی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشی و سرور و فرحت حاصل کرنا ہے اس طرح خوشی و مسرت کا اظہار کرنے سے ایک کافر نے فائدہ اُٹھایا۔

چنانچہ بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ ابولہب سے ہر سوموار کے دن اپنی لونڈی ثوبیہ کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں آزاد کرنے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ ثوبیہ نے ابولہب کو ولادت پاکؐ کی خوشخبری سُنائی اِس موضوع پر حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی نے کہا ہے۔

إذا كانَ هذا كافراً جاءَ ذمُّه بتبَّت يداهُ في الجحيم مُخلَّداً
أتى أنَّه في يوم الاثنين دائماً يُخفَّفُ عنهُ للسرورِ بأحمدا
فما الظنُّ بالعبدِ الذي كان عُمرَهُ بأحمدَ مسرُوراً ومَاتَ موحدا

جب یہ کافر ہے اور اِس کی مذمّت میں تبّت یدا نازل ہوئی یہ شخص دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا تو یہ مستند روایت ہے کہ ابولہب سے ہمیشہ سوموار کے دن حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد کی خوشی منانے سے تخفیف ہو جاتی ہے ایسے شخص کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے جو ساری عمر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد سے خوش و مسرور رہتا رہا اور موحّد فوت ہوا۔

صـ ۶

دلیل دُوم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی میلاد شریف کے دن کی اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر اسے بہت بڑا اور عظیم واقعہ قرار دیتے اور اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے کہ یہ آپ کیلئے بہت بڑا انعام و اکرام و نعمت ہے نیز اس

لئے کہ تمام کائنات پر آپ کے وجود مسعود کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ کائنات کی ہر چیز آپ کے وسیلہ عظمیٰ سے خوش بخت و خوش قسمت قرار پائی۔ اس تعظیم و اہمیت کو آپ روزے سے تعبیر فرماتے جیسا کہ سیدنا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں آیا ہے۔

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُئِلَ عَنْ صوم یوم الاثنینِ ؟ فقالَ فیہ وُلِدْتُ وفیہِ اُنزل عَلَیّ ۔ رواہ الامام مسلم فی الصحیح فی کتاب الصیام ص ۷

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے سوموار کے روزہ کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں سوموار کو پیدا ہوا اور سوموار کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

یہ گویا محفل میلاد کے انعقاد کے متعلق صریح اور واضح ہے تاہم اس کی صورت مختلف ہے لیکن معنی موجود ہے خواہ یہ روزہ رکھنے سے ہو یا کھانا کھلانے سے ہو یا ذکر پر اجتماع سے ہو یا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے سے ہو یا آپ کے شمائل و خصائل شریفہ سننے سے ہو۔

دلیل ثالث:۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرامی قدر ذاتِ اقدس سے خوش و مسرور ہونا قرآن مجید فرقانِ حمید کے حکم سے مطلوب و مقصود ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ بفضل اللہ و برحمتہ فبذٰلکَ فَلْیَفْرَحُوا

آپ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر ہی خوشی و فرحت مناؤ۔

مذکورہ ارشاد ربانی میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے رحمت پر خوش ہونے کا حکم ارشاد فرمایا

ہے اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ — اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

دلیل رابع، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس اہم دینی واقعات کے سابقہ و گذشتہ امور کے زمانے کے ساتھ ارتباط و تعلق کو ملحوظ نظر رکھتے، چنانچہ جب کسی اہم واقعہ کا زمانہ آتا تو یہ ہمارے اذہان میں اس کو تازہ کرنے اس دن کی تعظیم و تکریم اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے اور اس کے زمانہ و وقت کی وجہ سے ہمارے یاد کرنے کی فرصت کا وقت ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس قاعدے کی اساس اور بنیاد رکھی جیسا کہ حدیث پاک میں مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منوّرہ تشریف لائے اور یہاں آپ نے یہودیوں کو یوم عاشورار کا روزہ رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو آپ نے اس روزہ کا سبب دریافت فرمایا آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا گیا کہ یہودی عاشورار کا روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کو نجات اور دشمن کو غرق کیا چنانچہ اس خوشی و نعمت کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی خاطر یہودی عاشورار کا روزہ رکھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کے بارے میں تم سے بدرجہ اولیٰ اس کے حق دار ہیں چنانچہ اس روز کا روزہ آپ نے خود بھی رکھا اور اس کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔

دلیل خامس حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ اقدس میں محفل میلاد نہیں تھی پس اگرچہ یہ بدعت ہے ادلّہ شرعیہ اور قواعدِ کلیہ کے تحت مندرج ہونے کے باعث یہ بدعت "حسنہ" ہے پس اپنی اجتماعی ہیئت کے اعتبار سے یہ بدعت ہے انفرادی حیثیت سے نہیں کیونکہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں محفلِ میلاد کی انفرادی حیثیت و ہیئت موجود ہے، انشاء اللہ ہم اس کی تطبیق و تشریح آیندہ صفحات میں کریں گے۔

دلیل سادس حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف کی محفل صلوٰۃ وسلام پر برانگیختہ کرتی ہے اور صلوٰۃ وسلام عین مطلوب ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط

بے شک اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے فرشتے غیب کی خبریں دینے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔

اور جو چیز مطلوب شرعی پر برانگیختہ کرتی ہے وُہ عین مطلوب ومقصود شریعت ہے حضور پر صلوٰۃ وسلام کے فوائد ومنافع نبویہ لا تعدّ ولا تحصٰی ہیں، درود وسلام سے حضور کی دینی و دنیوی امداد ونصرت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ بیان وتفصیل کے میدان میں اِن منافع وامداد کا محاصرہ اور آثار ومظاہر انوار کا احاطہ کرنے کے لئے قلم عاجز وناکام ہو جاتی ہے۔

دلیل سابع حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف کی

میں سے کسی ایک نبی کی میلاد کا دن ہے تو اس روز اور دن کو فضیلت عظمت، بزرگی برتری کیوں نہ حاصل ہوگی جس میں افضل النبیین، اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

یہ تعظیم و تکریم اس دن کے ساتھ بعینہ مخصوص نہیں بلکہ یہ اس دن کی خصوصیت اور اس کی نوع و قسم کے لئے عام ہوگی۔ یوم جمعہ کی فضیلت کی طرح یہ مکرر رہو گی۔ تاکہ نعمت عظمیٰ کا شکر ادا ہو سکے اور نبوت کے لطف و کرم کا اظہار رہو۔ تاریخی اہمیت کے واقعات کو زندہ و تابندہ کیا جا سکے جو تاریخ انسانی میں انتہائی اہم حیثیت کے حامل اور انسانیت کے مصلح ہیں اور زمانہ کی پیشانی کو درست و ٹھیک کرنے کے لیے اپنا ایک مخصوص مقام رکھتے ہیں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی تاریخ کا انتہائی اہم باب ہے بالکل اسی طرح جیسے اس مکان کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے جس میں سیدنا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشورہ سے حضور نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ کیونکہ بیت لحم میں ایک نبی نے جنم لیا۔ پھر سیّدنا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کونسی عظیم جگہ پر نماز ادا فرمائی؟ آپ نے فرمایا نہیں تو سیّدنا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ نے بیت لحم میں نماز ادا فرمائی ہے، جہاں سیّدنا حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔

بارھویں دلیل:- حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد شریف کی محافل کے انعقاد کو علماء اور مسلمانوں نے تمام ممالک میں مستحسن قرار دیا ہے اور ہر گوشہ و کنارہ عالم میں یہ محافل برپا ہوئیں، چنانچہ یہ سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے مروی حدیث موقوف کے قاعدے کے مطابق شرعی طور پر مطلوب و مقصود ہے۔
حدیث پاک میں ہے۔

مارآہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن وما رآہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح، اخرجہ احمد۔

مسلمان جس چیز کو اچھا سمجھیں وُہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں بھی اچھی ہے اور مسلمان جس امر کو قبیح سمجھیں وُہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی قبیح و ناپسندیدہ ہے (

تیرھویں دلیل: میلاد شریف کی محفل ذکر کی مجلس، صدقہ، مدح اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عبارت ہے، چنانچہ یہ سُنت ہے، اس طرح کے امور شرعاً مطلوب و ممدوح ہیں کیونکہ شرعی طور پر مطلوب و ممدوح افعال کی دلیل میں آثار صحیحہ آئے ہیں اور شریعت کے باقاعدہ اس پر برانگیختہ کیا ہے،

چودھویں دلیل: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک

اور ہم تمام رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات آپ کو اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ اس سے آپ ثابت قدم رہیں۔

مذکورہ ارشاد سے یہ عیاں ہے کہ قرآن مجید میں رسولانِ عظام کے واقعات و قصص بیان فرمانے میں حکمت اور راز یہ تھا کہ اس طرح حضور پُرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قلبِ اطہر کو قائم رکھا جائے۔ یہ امر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ آج ہم اپنے دلوں کو مستقل و ثابت قدم رکھنے کے زیادہ محتاج ہیں اس طرح کہ ہم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اخبار اور حالات و واقعات سے آگاہ ہوں چنانچہ آپ

کی نسبت ہمیں اس امر کی نسبتاً کہیں زیادہ ضرورت و احتیاج ہے

پندرھویں دلیل ہر وُہ چیز بدعت نہیں ہے جس کو سلف صالحین نے انجام نہیں دیا اور جو صدر اوّل میں موجود نہیں تھی کہ وُہ بدعت ہے اس کا کرنا حرام ہے اور انکار ضروری و لازمی ہے بلکہ اس امر جدید کو شریعت مطہرہ کے دلائل پر پیش کرنا واجب اور لازمی ہے، چنانچہ جو امر مصلحت پر مشتمل ہو وُہ واجب ہے جو حرام پر منحصر ہو وُہ ناجائز و حرام ہے، اگر مکروہ پر مشتمل ہو تو مکروہ اگر مباح پر ہو تو وہ امر مباح اور اگر مندوب پر ہو تو ایسا فعل مندوب ہے اور وسائل کا حکم مقاصد کے حکم برابر و مساوی ہے۔

نیز علماء کرام نے بدعت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

بدعت واجبۃ اہل باطل و گمراہوں کی تردید اور علم نحو پڑھنا واجب ہے۔

بدعتِ مندوبۃ پلیں بنانا اور مدارس کی تعمیر منبروں پر آذان دینا احسان کرنا صدر اوّل میں یہ نہیں تھا۔

بدعت مکروہ جیسے مساجد کی تزئین و آزمائش اور مصاحفِ شریفہ کی تزئین و آرائش کرنا۔

بدعت مباح مثلاً چھلنی استعمال کرنا اور کھانے پینے میں وسعت و توسیع کرنا

بدعت حرام بدعت حرام وُہ بدعت ہے جو سُنت کے مخالف ایجاد کی گئی ہو اور اس پر شریعت کی دلائل مشتمل نہ ہوں نیز یہ مصلحت شرعیہ پر مشتمل نہ ہو۔

سولہویں دلیل ہر بدعت حرام نہیں اگر اس طرح ہوتا تو سیّدنا حضرت ابوبکر، عمر و زید رضی اللہ عنہم اجمعین قرآن مجید کی تدوین کو حرام قرار دیتے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے وصال شریف کے وقت قرآن مجید متعدد وضاحت میں لکھا ہوا تھا اس کو سیّدنا حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں یکجا کیا گیا۔

نیز اگر ایسا ہوتا تو سیّدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تمام لوگوں کو نماز تراویح کے لئے ایک امام پر مجتمع نہ فرماتے اور آپ نے یہ ارشاد بھی فرمایا۔

نعمت البدعۃ ھٰذہٖ
یہ بہترین بدعت ہے۔

اور اس طرح ہوتا تو تمام نافع علوم میں تصنیف و تالیف ناجائز ہوتی نیز ہم پر یہ واجب ہوتا کہ ہم کفار کے ساتھ تیر کمانوں سے مقابلہ کرنے کے مکلّف ہوتے اس کے برعکس کفار ہم پر گولیاں برساتے، ڈھال استعمال کرتے، ٹینکوں سے حملہ کرتے۔ غوطہ خور آبدوزوں سے حملہ کرتے، جنگی جہازوں کے بیڑوں سے تباہی مچاتے۔

نیز اگر اس طرح ہوتا تو میناروں پر اذان حرام ہوتی۔ پلیں تعمیر کرنا، مدارس بنانا شفاخانے، رفاہی ادارے، یتیموں کے لئے گھر بنانا اور جیلیں بنوانا سب ناجائز ہوتا اسی لئے علماء کرام نے اس حدیث پاک کو جس کے مطابق ہر بدعت ضلالۃ ہے مقید کرتے ہوئے لکھا کہ اس سے مُراد بدعت سیئہ ہے۔

اس تقیید سے اکابر صحابہ کرام تابعین عظام سے وقوع پذیر ہونے والے ایسے واقعات کی جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں رونما نہیں ہوئے۔ تصریح و تفصیل ہوجاتی ہے۔

اور آج ہم نے ایسے بہت سے مسائل ایجاد کر لئے ہیں جنہیں سلف صالحین نے سرانجام

نہیں دیا مثلاً لوگوں کا صلوٰۃ تراویح کے بعد، رات کے آخری حصّے میں ایک امام کی اقتدا میں صلوٰۃ تہجد ادا کرنا اور اس میں مصحف شریف ختم کرنا۔ نیز ختم قرآن شریف کی دُعا کرنا۔ ستائیسوں کی رات کو صلوٰۃ تہجد میں امام کا خطبہ دینا اور منادی اعلان کرنے والے کا اس طرح منادی و اعلان کرنا اللہ تعالیٰ تمہیں ثواب دے نماز تراویح ادا کرنے کیلئے آؤ۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جنہیں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرانجام نہیں دیا اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی نے یہ امور کیئے ہیں تو کیا میلاد شریف کی محفل کا انعقاد جو ہم کرتے ہیں یہی بدعت ہے؟

سترھویں دلیل سیّدنا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ایسا امر جو نیا نیا ایجاد ہو اور وُہ کتاب یا سُنت یا اجماع یا کسی منقول کے مخالف ہو تو وُہ بدعت سیّئہ ہے ہر وہ چیز جو بھلائی اور نیکی سے ایجاد کی گئی ہو اور مذکورہ بالا میں سے کسی ایک کے مخالف نہ ہو تو وُہ محمود و پسندیدہ ہے۔

ہم نے تقسیم بدعت کے متعلق اور جو کچھ کہا ہے اس سے امام عزبن عبدالسلام، علامہ نووی رح اور ابن الاثیر متفق ہیں۔

اٹھارھویں دلیل: وُہ امر جو ادلہ شرعیہ پر مشتمل ہو اور اس امر کے ایجاد کرنے سے شریعت کی مخالفت مقصود نہ ہو۔ نیز وُہ امر ناپسندیدہ منکر پر مشتمل نہ ہو تو وُہ دین میں سے ہے۔

متعصّب کا یہ کہنا کہ یہ ایسا امر ہے جس کو سلف صالحین نے سرانجام نہیں دیا اس کے لئے یہ امر دلیل نہیں بلکہ یہ عدم دلیل ہے جیسا کہ علم اصول کے ماہر شخص پر، یہ عیاں اور واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس نے

ہدایت کی بدعت کو سنت فرمایا اور اس طرح کے مستحب و مستند و محبوب فعل کو سرانجام دینے والے کے ساتھ اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا چنانچہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَعُمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ

ص ۱۸

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اور اس پر بعد میں آنے والے لوگوں نے عمل کیا تو اس کیلئے اتنا اجر و ثواب لکھا جائے گا جس قدر لوگوں نے اس پر عمل کیا اور عمل کرنیوالے کے ثواب و اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

بیسویں دلیل: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میلاد شریف کی محفل کا انعقاد گویا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکرِ پاک کو زندہ کرنا ہے اور یہ ہمارے نزدیک اسلام میں مشروع و محبوب ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ حج کے اکثر اعمال بلاشبہ پیش آنے والے اہم واقعات کی یادگاریں اور تعریف کئے گئے مقامات کی پسندیدہ و محبوب ادائیں ہیں۔

چنانچہ صفا مروہ کے درمیان دوڑنا، جمرے پھینکنا اور جانور کی قربانی کرنا گذشتہ و سابقہ واقعات و حوادث ہیں مسلمان ان کا ذکر فی الواقع ان کی صورت کی تجدید سے کرتے ہیں۔

اکیسویں دلیل: پچھلے صفحات میں محفلِ میلاد کے شروع ہونے میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا تھا وہ اس محفلِ میلاد کے مشروع ہونے کے متعلق ہے

جس میں منکرا ور مذموم افعال نہ ہوں جن کا انکار و ناپسندیدگی واجب ہے لیکن اگر محفل میلاد میں کوئی غیر شرعی فعل اور امر پایا جائے جس کا انکار واجب ہے مثلاً مردوں اور عورتوں کا اختلاط، ناجائز و محرمات کا ارتکاب اور ایسے زیادہ خرچ اسراف جس سے صاحب میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں تو اس کے ناجائز ہونے میں شک اور ممنوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ اس میں ناجائز و ناپسندیدہ افعال ہیں لیکن اس طرح اس کا ناجائز ہو عارضی ہوگا ذاتی نہیں جیسا کہ تامّل کرنے والے پر یہ امر مخفی و پوشیدہ نہیں۔

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ابنِ تیمیہ کی رائے

ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ بعض لوگوں کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد شریف منعقد کرنے پر ثواب ہوتا ہے اور اسی طرح بعض لوگ جیسے اس کے متعلق کہتے ہیں جیسے عیسائیوں کا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میلاد شریف کی خوشی و فرحت کرنا رہا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت کرنا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرنا تو اللہ تبارک تعالیٰ انہیں اس محبت پر ثواب عطا فرماتا ہے اور اجتہاد پر بدعتوں پر نہیں بعد ازاں ابن تیمیہ نے کہا۔

اچھی طرح جان لیجیے کہ بعض اعمال ایسے ہیں جن میں سراسر خیر و بھلائی ہوتی ہے کیونکہ یہ بعض مشروعات پر مشتمل ہوتے ہیں اور اس میں بعض اوقات بدعت کا شر وغیرہ ہوتا ہے تو دین سے کلی طور پر اعراض کی وجہ سے ایسا عمل شر ہوتا ہے

جیسے منافقین اور فاسقین کا حال۔

اس مرض و گناہ میں آخری زمانے کے اکثر امتی مبتلا ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں دو آداب کا ملحوظ رکھنا لازمی ہے۔

پہلا یہ کہ تمہارا اولین شوق و محبت ظاہر و باطن کے لحاظ سے تمسک بالسنہ کے (سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مضبوطی و پختگی سے پکڑنا ہو) یہ آپ کے خاصہ آپ کے علاوہ آپ کے مطیع و فرماں بردار کا بھی خاصہ ہونا چاہیئے۔ نیز معروف نیکی کو پہچانیئے اور ناپسندیدہ و مکروہ امور کا انکار کیجیئے۔

امر دوم: دوسرا امر یہ کہ آپ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب لوگوں کو حسب امکان دعوت دیں۔ جب آپ دیکھیں کہ کوئی شخص اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام ابرائی کرتا ہے اور اس کو ترک نہیں کرتا بلکہ اس سے بھی زیادہ مکروہ و زیادہ گناہ ہے یا آپ اس امر کی دعوت دیں کہ لوگ واجب ترک نہ کریں، یا مستحب و مندوب کیونکہ اس کا ترک کرنا اس مکروہ فعل سے زیادہ نقصان ہے۔

لیکن جب کسی نئی امر میں کوئی اچھی چیز ہو اور اس کے عوض میں حسب الامکان خیر مشروع ہو کیونکہ عموماً لوگ کسی چیز کے معاوضے کے بغیر کسی چیز کو نہیں چھوڑتے اور کسی شخص کو اگر کوئی بھلائی اور نیکی چھوڑنی پڑے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کی مثل یا اس سے بہتر نیکی کی طرف راغب ہو۔

پھر آپؒ نے فرمایا۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلِ میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے و نیک نیت سے اس محفل کو منعقد

کرنے والے کے لئے حسن قصد کی بدولت اس میں اجرِ عظیم ہوتا ہے نیز اس میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے جیسا کہ میں نے قبل ازیں بھی بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اس کو مستحسن قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔

اسی لئے جناب امام احمد کی خدمت میں کسی امیر کے بارے میں عرض کیا گیا کہ اس امیر و رئیس نے مصحف شریف پر دینار خرچ کئے ہیں وغیرہ تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: جانے دیجئے یہ مصحف شریف میں سونا خرچ کرنے سے افضل ہے۔ امام احمدؒ نے اس طرح ارشاد فرمایا۔ اس کے باوجود سیّدنا حضرت امام بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ مصاحف شریف پر نقش و نگار مکروہ ہے۔

اصحابِ فقہ میں سے ایک صاحب نے اس کی توجیہہ یہ کی ہے کہ مذکورہ شخص نے مبلغ ایک ہزار روپیہ مصحف شریف کے اوراق مبارکہ کی تجدید اور لکھائی کو نمایاں واضح کرنے کے لئے کیے تھے تاہم امام احمدؒ کا مقصود یہ نہیں بلکہ آپ کا مقصد اور ارادہ یہ ہے کہ اس عمل میں مصلحت بھی ہے اور نقص بھی اسی وجہ سے آپ نے مصحف شریف کے نقش و نگار کو ناپسند فرمایا[۱]

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفہوم

(میرے نزدیک) ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل شریف کی کوئی خاص و مخصوص کیفیت نہیں چنانچہ لوگوں

---

[۱] حوالہ کے لئے دیکھیئے "اقتضاء الصراط المستقیم للشیخ ابن تیمیہ"

کے اِس کے اہتمام کرانے اور کرنے کا بندوبست لازمی نہیں بلکہ ہر وُہ چیز جو
خیر و بھلائی کی طرف دعوت دیتی ہے اور لوگوں کو ہدایت پر مجتمع کرتی ہے
انہیں راہِ راست کی راہنمائی و ہدایت کرتی ہے اس طرح کی راہنمائی جس
میں لوگوں کے دین و دنیا کی منفعت و فائدہ ہے اس سے میلاد کے مقصود و
مطلوب کی تحقیق حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی لئے اگر ہم کسی ایسے معاملہ پر مجتمع ہوں جو حُضور پُر نور صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے مدائح پر مشتمل ہو اِن مدائح میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کا ذکر پاک ہو آپ کی فضیلت، جہاد اور خصائص ہوں اور ہم مروجہ قصّہ
میلاد بیان نہ کریں جس کو لوگوں نے اصطلاح سمجھ کر یہاں تک خیال کیا کہ میلاد النبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صرف قصّہ میلاد پر ہی مشتمل و منحصر ہے۔

بعد ازاں ہم واعظین کے مواعظ و ارشادات، قاری کی تلاوت قرآن
کو غور سے سُنیں تو میرا یہ دعویٰ ہے کہ اگر ہم اتنا ہی کر سکیں تو یہ بھی میلاد پاک
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تحت مندرج ہے۔ اور میلاد نبوی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی محفل کے انعقاد کا معنی اس طرح ثابت و متحقق ہو جاتا ہے۔

اور میرا خیال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا اس موضوع پر اختلاف نہیں اور
نہ ہی دو افراد اس طرح آپس میں جھگڑتے ہیں۔

محفل میلاد شریف میں قیام کرنا

رہا حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میلاد شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنا

اور اس وقت کا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہونا جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا پر نمودار ہوئے تو بعض لوگ باطل اور غلط گمان رکھتے ہیں جہاں تک میرا علم ہے. اہل علم کے نزدیک اس کا کوئی اصل نہیں بلکہ محفل میلاد میں حاضر ہونے والے جہلاء اس طرح خیال کرتے ہیں جو محفل میلاد میں حاضر ہوتے اور کھڑے ہوتے ہیں یہ ظن سوء اس طرح ہے کہ اس طرح کی محافل میں لوگ اس طرح کا اعتقاد رکھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اس لمحہ و لحظہ میں اس محفل میں حضور اپنے جسدِ اطہر کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔

بعض لوگوں کا سوءِ ظن اس طرح زیادہ ہوتا ہے کہ وہ میلادِ پاک مصطفیٰ کی محفل میں دھونی دینے والی اشیاء اور خوشبو جلاتے ہیں اور وہ پانی جو مجلس کے وسط و درمیان میں رکھا جاتا ہے اس لیے کہ حضور پُر نور اس سے نوش فرمائیں گے اس طرح کے تمام ظنون و گمان کسی مسلمان عاقل کے دل میں نہیں کھٹکتے اور ہم اس طرح کی تمام اشیاء سے بری الذمہ ہیں کیونکہ یہ مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جرأت و جسارت ہے۔ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد شریف پر ایسا حکم ہے جس کے بارے میں کوئی اعتقاد نہیں رکھتا سوائے ملحد و مفتری شخص کے اور امورِ برزخ کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اس سے کہیں زیادہ بلند و ارفع اکمل و بزرگ ترین ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضۂ اقدس سے باہر تشریف لا کر اپنے جسدِ اطہر کے ساتھ کسی مجلس میں فلاں فلاں مخصوص وقت تشریف لاتے ہیں میرے نزدیک یہ افترار محض ہے اس

میں ایسی جسارت، ڈھٹائی اور قباحت ہے جو فقط بغض وحسد رکھنے اور جاہل دشمن ہی سے صادر ہو سکتی ہے۔

حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ برزخیہ

ہاں مگر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکمل حیاتِ برزخیہ حاصل ہے جو آپ کے مقام و مرتبہ کے لائق اور مناسب ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ملکوت میں آپ کی روح مبارکہ گردش و سیر کرنے والی ہے اس امر کا امکان ہے کہ آپ کی روح اقدس مجالسِ خیر اور نور و علم کے مواقع و مقاصد میں تشریف لائے۔ اسی طرح آپ کے مخلص متبعین کی ارواح بھی آ سکتی ہیں۔

سیّدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

یلغنی ان الروح مرسلۃ تذھب حیث شاءت۔	میں نے یہ روایت سُنی ہے کہ روح آزاد ہے جہاں چاہتی ہے جا سکتی ہے

اور سیّدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت (کذا فی الروح لابن القیم ص ۱۴۷)	زمین میں دفن ہو کر مسلمانوں کی روحیں حالتِ برزخ میں ہیں اور یہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں جا سکتی ہیں۔

جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا تو یہ بھی جان لیجیے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفل میں قیام واجب، سُنّت بھی نہیں اور نہ ہی ہمیشہ اس طرح کا اعتقاد

رکھنا درست ہے۔ چنانچہ قیام میلاد شریف عبارت ہے اس حرکت سے جو لوگ اپنی فرح و سرور اور خوشی سے ظاہر کرتے ہیں جب اس بات کا ذکر کیا جائے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تولد شریف ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں تشریف لا کر اظہر من الشمس ہوئے تو اس لمحہ سننے والا یہ تصور کرتا ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کی بدولت تمام کائنات فرح و سرور اور خوشی سے رقص کناں ہے۔ سامع اس فرحت و سرور اور انبساط کے اظہار کی خاطر کھڑا ہو کر اس کی تعبیر کرتا ہے۔ چنانچہ یہ مسئلہ محض عادی ہے دینی نہیں نہ ہی یہ عبادت، شریعت اور سنت ہے فقط لوگوں کی یہ عادت یا طریقہ ہو گیا ہے اور اہل علم میں سے بعض نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے

اس موضوع کی جانب میلاد شریف کے موضوع پر لکھنے کتاب لکھنے والے جناب برزنجی ؒ نے خود اشارہ کیا جب کہ انہوں نے یہ فرمایا۔

وَقَدِ اسْتُحْسِنَ القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذووا روایۃ وروية فطوبى لمن كان تعظيمه صلى الله عليه وسلم غاية مرامه ومرماه۔

اہل بصارت و بصیرت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف کے وقت قیام مستحسن قرار دیا ہے پس وہ شخص قابل رشک و خوش بخت ہے جس کا مقصود اور منزل مراد حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم ہو۔

اور آپ نے اشعار میں اس طرح ارشاد فرمایا ؎

وَقَدْ سَنَّ اهلِ العلمِ والفضلِ والتقیٰ
قیاماً علی الاقدامِ مَعْ حُسْنِ اِمعانٍ

بتشخیصِ ذاتِ المصطفیٰ وھُوَ حاضِرٌ
بایِّ مقامٍ فیہِ یذکُرُ بل دانٍ

چنانچہ آپ مذکورہ بالا اشعار میں علامہ برزنجیؒ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ اہلِ علم نے اِس کو مسنون و مستحب قرار دیا ہے
اور آپؒ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسنون قرار دیا ہے یا خلفاء راشدینؓ نے اور نہ ہی آپؒ نے ارشاد فرمایا سُنّۃٌ مطلقۃ بلکہ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اہلِ علم حضرات نے مسنون قرار دیا ہے۔
بعدازاں آپ فرماتے ہیں۔
(بتشخیصِ ذاتِ المصطفیٰ)

یعنی یہ قیام حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت اور روارث کے ذہن میں تصور وخیال سے ہے اور یہ تصوّر نہ صرف محمود و پسندیدہ اور مطلوب ہی ہے بلکہ ایک سچے مسلمان کے ذہن میں یہ تصوّر وخیال بکثرت اور ہر لمحہ و ہر آن ہونا چاہیئے تاکہ اس طرح حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع مکمل ہو اور مسلمان کی محبت حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے اور زیادہ بڑھے اور اس کی تمام خواہشات حضور کی شریعت کے تابع ہوں چنانچہ لوگ احترام اور قدر و منزلت شناسی کے پیشِ نظر اس تصوّر کے موقعہ پر اٹھتے ہیں جو یہ تصوّر اور خیال جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت اور ذاتِ گرامی کے بارے میں ہے ان کے دل میں آتا ہے تو مسلمانوں کو میں اس مقام کی عظمت وشوکت کا شعور بیدار رہتا ہے اور عظمتِ مقام مصطفیٰ اجاگر ہوتی

ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ امر عادی ہے اسی لئے اگر کوئی شخص کھڑا نہ ہو تو اس پر گناہ نہیں اور شرعی طور پر وُہ گنہگار نہ ہوگا ہاں اس کا اس قسم کا ارادہ اور موقف سوٗ ادب، ذوق کی قلت وکمی یا احساس کے جمود وتعطل سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

جیسے ہر اس شخص کا وصف اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے، جو کوئی عادی امر ترک کر دے جو لوگوں اور عوام کے ہاں معروف اور جاری ہے۔

"محفل میلاد میں قیام کے مستحسن ہونے کے دلائل"

دلیل اوّل قیام میلاد پر تمام ممالک و بلاد و امصار عمل جاری وساری رہا مشرق ومغرب کے قیام علماء اکرام نے مستحسن قرار دیا ہے اور اس سے مقصود و نیت صاحب میلاد شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم ہے اور جس چیز کو مسلمان اچھا و بہتر قرار دیں وُہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہاں بھی مستحسن ہے اور جس امر وقضیۃ کو مسلمان قبیح قرار دیں وُہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بھی قبیح ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہو چکا ہے۔

دلیل دوم ، اہل فضل وعظمت کے لئے کھڑا ہونا مشروع اور متعدد احادیث وسُنت مصطفیٰ کے متعدد دلائل سے ثابت ہے اس موضوع پر امام نووی ؒ نے ایک مستقل جزو تالیف کیا ہے اس کی تائید ابن حجر نے بھی فرمائی، علی ابن حاج نے ایک جزو وحصّہ کے قلیل دلائل سے اس کی تردید میں رفع الملام عن القائل باستحسان القیام من اھل الفضل رکھا۔

دلیل سوم: بخاری و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

قُومُوا السَّيِّد كُم ٣٠ تم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ

اور مذکورہ بالا قیام گویا سیّدنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس کی تعظیم اور تکریم اور ادب و احترام کے لئے تھا اس لئے نہ تھا کہ سیّدنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ مریض و علیل تھے وگرنہ آپ یہ ارشاد فرماتے کہ تم اپنے مریض کے لئے کھڑے ہو جاؤ نہ ہی آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنے سردار کی جانب چل کر جاؤ اور آپ نے تمام صحابہ کرام کو کھڑے ہونے کا حکم ارشاد نہیں فرمایا بلکہ آپ کا یہ مبارک حکم بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے تھا۔

دلیل چہارم: حضورِ اقدس کی ہدایت اور تعلیم سے یہ امر بھی ہے کہ آپ اپنی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے والے کے لئے کھڑے ہو جاتے تا کہ آپ اس کی تعظیم و تکریم اور تالیفِ قلب کریں جیسا کہ آپ اپنی صاحب زادی سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراء کی اس تعظیم و تکریم کا اقرار بھی فرمایا

(یعنی آپ کی موجودگی میں یہ فعل سرانجام دیا گیا اس سے آپ نے منع نہ فرمایا یہ حدیث تقریری ہے)

اور آپ نے انصار رضی اللہ عنہم کو یہ حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جائیں جو قیام کی مشروعیت پر دلیل ہے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس اِس کی تعظیم و تکریم کے بدرجہ اوّل مستحق ہیں۔

دلیل پنجم ، کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے ساتھ مخصوص ہے، نیز یہ اس وقت ہے کہ جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر اور موجود ہوں اور میلاد کی حالت میں آپ تشریف فرما نہیں ہوتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میلاد شریف کا قاری حضور کی ذات اقدس کو آپ کی ذات اطہر کی تشخیص کے ساتھ اپنے ذہن میں حاضر کیئے ہوتے ہیں ، میلاد پڑھنے والے کی طرف حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم نورانی سے عالم جسمانی میں اس وقت سے پہلے ولادت شریفہ کے وقت تشریف لاتے ہیں اور تلاوت کرنے والے و پڑھنے والے کے قول کے وقت آپ حاضر ہیں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور ظلی میں پیدا ہوئے اور حضور ظلی آپ کے حضور اصل سے زیادہ قریب و نزدیک ہے اِس تشخیص کے حاضر و ناظر و موجودگی اور حضور روحانی پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے پروردگار کے اخلاق سے متخلّق ہونا دلیل ہے چنانچہ حدیث قدسی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"جو شخص میرا ذکر کرتا ہے میں اِس کا ہم نشین ہوں"۔

ایک اور حدیث پاک میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔
میں ہر اس شخص کے ساتھ ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا اپنے پروردگار کے موافق ہونا اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق عالیہ جلیلہ سے متخلّق ہونے کی صفت کا تقاضا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اس شخص کے پاس حاضر و ناظر ہوں جو حضور کا ذکر کرے

ہر جگہ آپ کو آپ کے روح اقدس کے ساتھ ذکر کیا جائے اور ذکر کرنے والے کا اس طرح حضور پُرنور کی ذاتِ اقدس کو حاضر ناظر تصوّر رکھنا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور آداب میں زیادتی کا باعث اور سبب ہے۔

میلاد شریف کے موضوع پر تالیفات و تصنیفات

اس موضوع اور باب پر بہت سی تصنیفات ہیں ان میں سے بعض منظوم ہیں اور بعض دوسری نثر میں لکھی ہوئی ہیں بعض دیگر، مختصر، طول اور درمیانی درجہ کی ہیں ہم اس عجلت سے لکھے مختصر مگر جامع کتابچہ میں ایسی تمام کتب کا احاطہ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ یہ موضوع انتہائی وسیع اور کتب بہت زیادہ ہیں اسی طرح ایسی کتب کا ذکر اجمالاً کرکے ہم اس اختصار اور اجمال پر بھی اکتفا نہیں کرتے، کیونکہ اس موضوع پر یہ کتاب کوئی جدید اور پہلی کتاب نہیں ہے۔

اگرچہ یہ امر لازمی اور لابدی ہے کہ ان میں سے بعض دوسری بعض سے افضل و برتر اور اعلیٰ ترین ہیں۔ اسی لئے میں عنقریب یہاں صرف بڑے بڑے علماء امت و حفاظ ائمہ کے ذکر پر اکتفا کروں گا جنہوں نے اس موضوع پر تصنیفات و تالیفات فرمائیں اور علمی دنیا میں وُہ مشہور و معروف ہوئے۔

اِن علماء کرام رحمتہم اللہ میں سے حافظ محمد بن ابوبکر بن عبداللہ القیسی الشافعی المعروف ابن ناصرالدین الدمشقی ہیں جن کی پیدائش ۷۷۷ ہجری اور وصال شریف ۸۴۲ ہجری میں ہوا۔ آپ کی ذاتِ اقدس کے متعلق حافظ ابن فہد لحظ الالحاظ ذیل تذکرۃ الحفاظ کے صفحہ نمبر ۳۱۹ پر رقمطراز ہیں۔

آپ امام حافظِ مفید، فقیہ مورخ بزرگ و عالی شان ہیں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے صاف، سالم، صحیح ذہن عطا فرمایا نیز آپ کا خط و لکھائی انتہائی بہترین اور اہل حدیث کی طرز پر بہت خوبصورت تھی۔ نیز آپؒ نے فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ آپ نے بہت زیادہ لکھا تعلیقات و حواشی رقم کئے اور تشریحات و تفصیلات لکھیں اس طرح کہ آپ اپنے تمام اہل زمان پر غالب اور ظاہر ہو کر سبقت و فوقیت لے گئے اور جس شخص نے بھی آپ کی ذاتِ اقدس سے استفادے کا ارادہ کیا اسے آپ نے نفع و فائدہ پہنچایا۔

آپ دمشق کی جامع اشرفیہ کے دار الحکومت کے شیخ الحدیث مقرر و متعین ہوئے علامہ سیوطیؒ نے آپ کی ذاتِ اقدس کے متعلق فرمایا کہ آپ بلادِ دمشق کے محدّث مقرر ہوئے اور شیخ محمد زاہدؒ نے ذیل الطبقات کے حاشیہ میں فرمایا کہ حافظ جمال الدین بن عبد الہادیؒ نے ریاض الیانعہ میں ابن ناصر الدینؒ مذکور کے حالاتِ زندگی لکھتے ہوئے فرمایا۔

"شیخ ابن تیمیہؒ آپ کا از حد احترام اور آپ سے انتہائی محبت رکھتا حتیٰ کہ آپ سے محبت میں مبالغہ کرتا۔

میں کہتا ہوں کہ مصنّف مذکور کے بارے میں ابن فہدؒ ایک تالیف کا ذکر فرمایا ہے جس کا نام ہے "الردّ الوافر علیٰ مَنْ زعم ان مَنْ سمّی ابن تیمیّة شیخ الاسلام کافر""

میں کہتا ہوں کہ امام مذکور نے میلاد شریف کے بارے میں متعدّد تصانیف و تالیفات رقم کیں، ان میں سے ایک تو وہ تصنیف لطیف ہے جسے صاحب

" کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون " نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۱۹ پر ذکر کیا ہے یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اس کا نام جامع الآثار فی مولدِ النبیّ المختار ہے نیز ایک اور مختصر بھی لکھی ہے اس کا نام " اللفظ الرائق فی مولدِ خیر الخلائق " ہے ۔ آھ

اور ابن فہدؒ نے فرمایا کہ حافظ محمد بن ابی بکر بن عبد اللہ القیسی الدمشقی شافعی المعروف بالحافظ ابن ناصر الدین الدمشقی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک اور کتاب بھی لکھی اس کا نام مورد الصادی فی مولدِ الہادی ہے ۔

اِن اَجلّ علماء کرام میں سے حافظ عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن المصری المعروف بالحافظ عراقی ہیں آپ کی ولادتِ باسعادت ۷۲۵ ہجری میں اور وفات سنہ ۸۰۸ ہجری میں ہوئی ۔

آپ امام کبیر المعروف ابو الفضل زین الدین ہیں آپ اپنے زمانے کے یکتا اور بے نظیر و بے مثال یعنی یکتائے روزگار ہیں، حافظ الاسلام، عمدۃ الانام، علامّہ الحجتہ عالم عظیم نقاد جو اپنے زمانے میں حفظ و اتقان کے لحاظ سے تمام دوسرے لوگوں پر فوقیت لے گئے اور آپ اپنے فن میں اپنے ہم عصر ائمہ اور علماء کرام سے سبقت و فوقیت لے گئے ۔

علم و معرفت کے میدان میں آپ دیارِ مصر میں شہرت و عروج کے مقام پر پہنچے میں اتنے بڑے اور عظیم انسان کی مدح و توصیف میں کیا کہہ سکتا ہوں جو بحرِ ناپیدا کنار ہیں اور سنت کے جید و بے نظیر علماء کرام رحمہم اللہ میں سے ہیں آپ اس دین حنیف کی ناقابلِ تسخیر چٹان ہیں، آپ اس دینِ حنیف کے ارکان ہیں

سے عظیم و اہم رکن رکین ہیں۔

حدیث، اسنادِ حدیث، اصطلاحات میں لوگوں کا آپ کی گرامی قدر ذات کی طرف رجوع کرنا ہمارے لئے بطور دلیل و حجت کافی ہے، عراقیؒ نے فرمایا۔

"میں نے موصوف کی عظمتِ علم پر اعتماد کرتے ہوئے اس باب میں کتاب تالیف کی ہے اور ہر وہ شخص جس کو حدیث پاک سے ادنیٰ سی معرفت اور تعلق ہے وہ آپکی ذاتِ اقدس کے فضل و علم کا قائل ہے۔ مذکورہ امام نے میلاد شریف پر جلیل القدر اور بے مثال کتاب تصنیف لکھی ہے جس کا نام ہے۔

"المورد الهنيّ في المولد السني" اس کتاب کو آپ کی مؤلفات کے ضمن میں کئی حفاظ نے ذکر فرمایا ہے ان میں سے ابن فہد اور سیوطیؒ ہیں جنہوں نے اپنے تذکروں کے ذیل میں آپ کا تذکرہ لکھا۔ (صہ ۳۶)

ان علماء کرام رحمہم اللہ میں سے حافظ محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد القاہری المعروف حافظ السخاوی ہیں آپ ۸۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ ۹۰۲ ہجری میں وصال فرمایا۔

آپ بہت بڑے مؤرخ اور معروف حافظ ہیں امام شوکانی نے بدر الطالع میں آپ کا بسیط تذکرہ لکھتے ہوتے کہا ہے کہ آپؒ بہت بڑے ائمہ میں سے ہیں۔

علامہ سخاویؒ کے بارے میں ابن فہد نے کہا ہے کہ میں نے حفاظ متاخرین میں آپ کی مثل کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ علامہ حافظ سخاوی کو اسماء الرجال کی معرفت، راویوں کے حالات، جرح و تعدیل میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اس

ہیں اس امر کی جانب اشارہ ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ حافظ ذہبیؒ کے بعد ایسا فاضل پیدا نہیں ہوا جس میں سخاوی جیسی عظمت وکمال موجود ہو۔ آپ کے وصال کے ساتھ ہی فن حدیث دفن ہوگیا۔ امام شوکانی آپ کی برتری اور شوکت کے اس حد تک قائل ہیں کہ بالفرض اگر "الضوء اللامع" کے سوا آپ کی کوئی دوسری تصنیف نہ بھی موجود ہوتی تو بھی ایک کتاب آپکی امامت پر بہت بڑی دلیل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ صاحب کشف الظنون نے فرمایا کہ حافظ سخاویؒ نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے۔ ص ۳۷

ان اجلّ وعظیم علماء کرام میں سے حافظ مجتہد امام ملّا علی قاریؒ بن سلطان بن محمد الہروی المتوفی ۱۰۱۴ھ ہجری صاحب شرح مشکاۃ وغیرہ تصنیفات ہیں۔ بدر الطالع میں علامہ شوکانیؒ نے آپ کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"علامہ عصامیؒ نے آپکے وصف در مدح میں یہ لکھا کہ ملّا علی قاریؒ علوم نقلیہ کے جامع اور سُنت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم وجلیل القدر عالم ہیں آپ حفاظ کرام کے مشاہیر اور اصحاب دانش وعقل کے معروف عبقری ہیں۔

بعد ازاں آپنے فرمایا لیکن ان عالی صفات کے باوجود ملّا علی قاری میں ایک نقص یہ تھا کہ انہوں نے اجل ائمہ کرام خصوصاً سیدنا حضرت امام شافعیؒ پر یہ اعتراضات کیے۔ اھ

عصامیؒ کے اس کلام کو بیان کرنے کے بعد شوکانی نے تکلف سے کام لیتے ہوئے ملّا علی قاری کا دفاع اور حمایت کی کوشش کرتے ہوئے لکھا کہ" میرے نزدیک یہ بات ملّا علی قاری کی علوّ منزلت کی دلیل ہے کیونکہ مجتہد کے شایانِ

شان اور اس کی عظمت کی ایک نشانی یہ بھی کہ وہ اس چیز کو واضح وعیاں کرے جو صحیح دلائل کے مخالف ہو اور اس پر اعتراض کرے خواہ مخالفت کرنے والا عظیم ہو یا چھوٹا اور معمولی۔ یہ ایک واضح روشن چراغ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ امام محدّث مجتہد جن کا ذکر شوکانی نے کیا اور علماء نے انہیں مجتہد و محدّث فرمایا انہوں (علی قاری) نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد شریف کے موضوع پر کتاب لکھی چنانچہ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ اس کتاب کا نام "المورد الروی فی المولد النبوی" ہے میں کہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں مذکورہ کتاب کی تحقیق، تعلیق کر کے اس کو شائع کر کے پہلی دفعہ منظرِ عام پر لایا۔

ان عظیم علماء کرام میں سے حافظ امام عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر صاحب التفسیر ہیں۔

اِن کے متعلق "مختص" میں ذہبیؒ نے فرمایا۔

"وہ آپ امام، مفتی، بہترین، ثقہ، صاحب فنونِ عدیدہ بہترین محدّث ہیں"۔

الشہاب احمد بن حجر العسقلانیؒ نے الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ کے صفحہ نمبر ۳۷۴ پر تفصیلی تذکرہ لکھا ہے اس میں ایک اقتباس مندرجہ ذیل ہے۔ [ص ۲۹]

ابن کثیر متن و رجالِ حدیث کے مطالعہ میں مشغول ہوا اور کہا کہ انہوں نے ابن تیمیہ سے علم حاصل کیا۔ ابن تیمیہ کی محبت کی وجہ سے ابن کثیر کو مختلف شدید تکالیف اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ انہیں بہت سے مسائل ازبر اور علم و معرفت حاصل تھی اِن کی زندگی میں ہی ان کی تصانیف کے چرچے ہوئے اور ۷۷۴ ہجری میں

وفات کے بعد بھی لوگ اِن کی کتب و تصانیف سے مستفید ہوئے۔ امام ابن کثیر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف پر ایک تصنیف لکھی ہے جس کا تازہ ترین ایڈیشن ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کی تحقیق کے بعد شائع ہوا ہے۔ صد ۳۹

اِن عظیم علماء کرام رحمہم اللہ میں سے حافظ وجیہہ الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الشیبانی الیمنی الزبیدی الشافعی المعروف ابن دیبع ہیں دبیع کا معنی سوڈانی زبان میں سفید ہے یہ آپ کے جدّ اعلیٰ ابن یوسف کا لقب ہے آپ کی ولادت باسعادت محرم ۸۶۶ھ ہجری میں ہوئی اور وصال جمعۃ المبارکؒ کو ۱۲ رجب المرجب ۹۴۴ھ ہجری میں ہوا۔ آپ اپنے وقت کے ائمہ کرام میں سے ایک ہیں حدیث پاک کا علم آپ پر ختم ہے۔ آپ نے بخاریؒ سے ایک سو زائد مرتبہ حدیث روایت کی اور بخاری شریف کو چھ دنوں میں ایک ہی مرتبہ آپ سے پڑھا"

مذکورہ جلیل القدر عالم نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد پاک کے بارے جو کتاب تصنیف فرمائی ہے وہ بہت سے علاقوں میں معروف ہے اس کی تحقیق تعلیق کرنے کے علاوہ ہم نے اللہ کے فضل وکرم سے اس میں مندرج احادیث مبارکہ کی تخریج بھی کی ہے۔

سیرتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

از

علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن

زیر طبع

شرکت حنفیہ لمیٹڈ - گنج بخش روڈ لاہور

"انوارِ رضا"

اعلحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کی زندگی پر مکمل انسائیکلوپیڈیا

دوسرا ایڈیشن
زیرِ طبع

شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ۔ گنج بخش روڈ لاہور

مقالات کاظمی

غزالیٔ دوراں

علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ

کے علمی مقالات کا مجموعہ

دو حصّوں میں

شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ۔ گنج بخش روڈ لاہور

حول الاحتفال بالمولد النبوي الشريف

بقلم

محمد بن علوي المالكي الحسني

الطبعة الأولى

١٤٠٢ هـ

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر

من وجہک المنیر لقد نوّر القمر

لا یمکن الثنا کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

كثر الكلام عن حكم الاحتفال بالمولد النبوي . وما كنت أود أن اكتب شيئا في هذا الموضوع . وذلك لان ما شغل ذهني وذهن العقلاء من المسلمين اليوم هو أكبر من هذه القضية الجانبية التي صار الكلام عنها أشبه ما يكون بالحولية التي تقرأ في كل موسم وتنشر في كل عام حتى مل الناس سماع مثل هذا الكلام لكن لما أحب كثير من الاخوان أن يعرفوا رأيي بالخصوص في هذا المجال . وخوفا من أن يكون ذلك من كتم العلم أقدمت على المشاركة في الكتابة عن هذا الموضوع . سائلا من المولى عز وجل أن يلهم الجميع الصواب آمين .

وقبل أن أسرد الأدلة على جواز الاحتفال بالمولد الشريف والاجتماع عليه أحب أن أبين المسائل الآتية :

الأولى : اننا نقول بجواز الاحتفال بالمولد الشريف والاجتماع لسماع سيرته والصلاة والسلام عليه وسماع المدائح التي تقال في حقه ، واطعام الطعام ، وادخال السرور على قلوب الامة .

الثانية : أننا لانقول بسنية الاحتفال بالمولد المذكور في ليلة مخصوصة بل من اعتقد ذلك فقد ابتدع في الدين ، لأن ذكره صلى الله عليه وسلم والتعلق به يجب أن يكون في كل حين ، ويجب أن تمتلأ به النفوس . نعم : ان في شهر ولادته يكون الداعي أقوى لاقبال الناس واجتماعهم وشعورهم الفياض بارتباط الزمان بعضه ببعض ، فيتذكرون بالحاضر الماضي وينتقلون من الشاهد الى الغائب .

الثالثة : ان هذه الاجتماعات هي وسيلة كبرى للدعوة الى الله ، وهي فرصة ذهبية

ينبغي ان لاتفوت . بل يجب على الدعاة والعلماء أن يذكروا الأمة بالنبي صلى الله عليه وسلم بأخلاقه وآدابه وأحواله وسيرته ومعاملته وعبادته ، وأن ينصحوهم ويرشدوهم الى الخير والفلاح ويحذروهم من البلاء والبدع والشر والفتن ، واننا دائما بفضل الله ندعو الى ذلك ونشارك في ذلك ونقول للناس : ليس المقصود من هذه الاجتماعات مجرد الاجتماعات والمظاهر ، بل ان هذه وسيلة شريفة الى غاية شريفة وهي كذا وكذا ، ومن لم يستفد شيئا لدينه فهو محروم من خيرات المولد الشريف .

ادلة جواز الاحتفال بمولد النبي صلى الله عليه وسلم .

الأول : ان الاحتفال بالمولد النبوي

الشريف تعبير عن الفرح والسرور بالمصطفى صلى الله عليه وسلم وقد انتفع به الكافر .

فقد جاء في البخاري أنه يخفف عن أبي لهب كل يوم اثنين بسبب عتقه لثويبة جاريته لما بشرته بولادة المصطفى صلى الله عليه وسلم .

ويقول في ذلك الحافظ شمس الدين محمد بن ناصر الدين الدمشقي :

اذا كان هذا كافرا جاء ذمه
بتبت يداه في الجحيم مخلدا

أتى انه في يوم الاثنين دائما
يخفف عنه للسرور بأحمدا

فما الظن بالعبد الذي كان عمره
بأحمد مسرورا ومات موحدا

الثاني : انه صلى الله عليه وسلم كان يعظم يوم مولده، ويشكر الله تعالى فيه على نعمته الكبرى عليه، وتفضله عليه بالوجود لهذا الوجود، اذ سعد به كل موجود، وكان يعبر عن ذلك التعظيم بالصيام كما جاء في الحديث عن أبي قتادة : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن صوم يوم الاثنين ؟ فقال : « فيه ولدت، وفيه أنزل علي » . رواه الامام مسلم في الصحيح في كتاب الصيام .

وهذا في معنى الاحتفال به الا ان الصورة مختلفة ولكن المعنى موجود سواء كان ذلك بصيام أو اطعام طعام أو اجتماع على ذكر أو صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم أو سماع شمائله الشريفة .

الثالث : ان الفرح به صلى الله عليه

وسلم مطلوب بأمر القرآن مـن قوله تعالى :
(قل بفضل اللهوبرحمته فبذلك فليفرحوا).
فالله تعالى : أمرنا أن نفرح بالرحمة ، والنبي
صلى الله عليه وسلم أعظم الرحمة قـال الله
تعالى : (وما أرسلناك الا رحمة للعالمين) .

الرابع : أ ن النبي صلى الله عليه وسلم
كان يلاحظ ارتباط الزمان بالحوادث الدينية
العظمى التي مضت وانقضت ، فاذا جـاء
الزمان الذي وقعت فيه كان فرصة لنذكرها،
وتعظيم يومها ، لاجلها ولأنه ظرف لها .

وقد أصل صلى الله عليه وسلم هـذه
القاعـدة بنفسه كما صرح في الحديث انـه
صلى الله عليه وسلم : لمـا وصل الى المدينة
ورأى اليهود يصومون يوم عاشوراء سأل عن
ذلك فقيل له : انهم يصومون لأن الله نجى نبيهم
وأغرق عدوهم فهم يصومونه شكرا لله على

هذه النعمة فقال صلى الله عليه وسلّم : نحن أولى بموسى منكم فصامه وأمر بصيامه .

الخامس : أن الاحتفال بالمولد لم يكن في عهــده صلى الله عليه وسلم ، فهو بدعــة ، ولكنها حسنة لاندراجها تحت الأدلة الشرعية والقواعد الكلية ، فهي بدعة باعتبار هيئتهــا الاجتماعية ، لا باعتبار افرادها لوجود أفرادها في العهد النبوي كما سنعلم ذلــك تطبيقا ان شاء الله .

السادس : أن المولد الشريف يبعث عــلى الصلاة والسلام المطلوبين بقوله تعالى : (ان الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) .

وما كان يبعث على المطلوب شــرعا فهو مطلوب شرعا ، فكم للصلاة عليه من فوائــد

نبويـــة ، وامدادات محمدية ، يسجد القلم في محراب البيان عاجزا عن تعداد آثارها ومظاهر أنوارهـــا .

السابع : ان المولد الشريف ، يشمل على ذكر مولـــده الشريف ومعجزاتـــه وسيـرته والتعريف بـــه ، أولسنا مامورين بمعرفتـــه ومطالبين بالاقتداء به . والتأسي بأعمالـــه ، والايمان بمعجزاته والتصديق بآياته . وكتب المولد تؤدي هذا المعنى تماما .

الثامن : التعرض لمكافأته بأداء بعض مـــا يجب له علينا ببيان أوصافه الكاملة . وأخلاقه الفاضلة ، وقـــد كان الشعراء يفدون اليـــه صلى الله عليه وسلم بالقصائد ويرضى عملهم، ويجزيهم على ذلك بالطيبات والصلات ، فاذا كان يرضى عمن مدحه ، فكيف لايرضى عمن

جمع شمائله الشريفة ، ففي ذلك التقرب له عليه السلام ، باستجلاب محبته ورضاه .

التاسع : أن معرفة شمائله ومعجزاتـه وارهاصاته تستدعي كمال الايمان بـه عليه الصلاة والسلام ، وزيادة المحبة ، اذ الانسان مطبوع على حب الجميل ، خلقا وخلقا ، علما وعملا ، حالا واعتقادا ، ولا أجمل ولا أكمل ولا أفضل من أخلاقـه وشمائله صلى الله عليه وسلم ، وزيادة المحبة وكمال الايمان مطلوبان شرعا فما كان يستدعيهما مطلوب كذلك .

العاشر : أن تعظيمه صلى الله عليه وسلم مشروع ، والفرح بيوم ميلاده الشريف باظهار السرور ووضـع الولائم والاجتماع للذكـر واكـرام الفقراء من أظهر مظاهـر التعظيم والابتهـاج والفرح والشكر لله ، بما هـدانا

لدينه القويم ، وما من به علينا من بعثه عليه أفضل الصلاة والتسليم .

الحادي عشر : يؤخذ من قوله صلى الله عليه وسلم في فضل يوم الجمعة ، وعدمزاياه، وفيه ولد آدم تشريف الزمان الذي ثبت أنه ميلاد لأي نبي كان من الأنبياء عليهم السلام فكيف باليوم الذي ولد فيـــه أفضل النبيين وأشرف المرسلين .

ولا يختص هذا التعظيم بذلك اليوم بعينه بل يكون لـــه خصوصا ولنوعه عمومـــا مهما تـــكرر كما هو الحال في يوم الجمعة ، شـــكرا للنعمة ، واظهارا لمزية النبوة واحياء للحوادث التاريخية الخطيرة ذات الاصلاح المهم في تاريخ الانسانية وجبهة الدهر وصحيفة الخلود كما يؤخذ تعظيم المكان الذي ولد فيه نبي من أمر جبريل عليـــه السلام النبي صلى الله عليـــه

وسلم بصلاة ركعتين ببيت لحم ثم قال له : أتدري أين صليت ؟ قال : لا ، قال : صليت ببيت لحم حيث ولد عيسى .

الثاني عشر : ان المولد امر يستحسنه العلماء والمسلمون في جميع البلاد ، وجرى به العمل في كل صقع فهو مطلوب شرعا للقاعدة المأخوذة من حديث ابن مسعود الموقوف « مارآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح » أخرجه أحمد .

الثالث عشر : ان المولد اجتماع ذكر وصدقة ومدح وتعظيم للجناب النبوي فهو سنة ، وهذه أمور مطلوبة شرعا وممدوحة ، وجاءت الآثار الصحيحة بها وبالحث عليها .

الرابع عشر : ان الله تعالى قال : (وكلا نقص عليك من انباء الرسل مانثبت به فؤادك)

يظهر منه أن الحكمة في قص أنباء الرسل عليهم السلام تثبيت فؤاده الشريف بذلك ولا شك أننا اليوم نحتاج الى تثبيت افئدتنا بأنبائه وأخباره أشد من احتياجه هو صلى الله عليه وسلم .

الخامس عشر : ليس كل ما لم يفعله السلف ولم يكن في الصدر الأول ، فهو بدعة منكرة سيئة يحرم فعلها ويجب الانكار عليها بل يجب أن يعرض ما أحدث على أدلة الشرع فما اشتمل على مصلحة فهو واجب او على محرم فهو محرم ، أو على مكروه فهو مكروه ، أو على مباح فهو مباح ، أو على مندوب فهو مندوب ، وللوسائل حكم المقاصد ، ثم قسم العلماء البدعة الى خمسة أقسام :

واجبة : كالرد على أهل الزيغ ، وتعلم النحو .

ومندوبة : كاحداث الربــط والمدارس ، والأذان على المنابر وصنع احسان لم يعهد في الصدر الأول .

ومكروه : كزخرفة المساجــد ، وتزويق المصاحف .

ومباحة : كاستعمال المنخل ، والتوسع في المأكل والمشرب .

ومحرمة : وهي ما أحدث لمخالفة السنة ولم تشمله أدلة الشرع العامة ولم يحتو على مصلحة شرعية .

السادس عشر : ليست كل بدعة محرمة ولو كان كذلك لحرم جمع أبي بكر وعمر وزيد رضي الله عنهم القرآن وكتبــه في المصاحف خوفا عــلى ضياعه بموت الصحابة القــراء رضي الله عنهم ، ولحرم جمــع عمر رضي الله عنه الناس على امام واحد في صلاة القيام مع

قوله نعمت البدعة هذه ، وحرم التصنيف في جميع العلوم النافعة ولوجب علينا حرب الكفار بالسهام والأقواس مع حربهم لنا بالرصاص والمدافع والدبابات والطيارات والغواصات والأساطيل ، وحرم الأذان على المنائر واتخاذ الربط والمدارس والمستشفيات والاسعاف ودار اليتامى والسجون . فمن ثم قيد العلماء رضي الله عنهم حديث كل بدعة ضلالة بالبدعة السيئة ، ويصرح بهذا القيد ما وقع من أكابر الصحابة والتابعين من المحدثات التي لم تكن في زمنه صلى الله عليه وسلم . ونحن اليوم قد أحدثنا مسائل كثيرة لم يفعلها السلف وذلك كجمع الناس على امام واحد في آخر الليل لاداء صلاة التهجد بعد صلاة التراويح ، وكختم المصحف فيها . وكقراءة دعاء ختم القرآن وكخطبة الامام ليلة

سبع وعشرين في صلاة التهجد وكنداء المنادي بقوله صلاة القيام أثابكم الله ، فكل هذا لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا أحد من السلف ، فهل يكون فعلنا له بدعة ؟

الثامن عشر : قال الامام الشافعي رضي الله عنه : ما أحدث وخالف كتابا أو سنة أو اجماعا أو أثرا فهو البدعة الضالة وما أحدث من الخير ولم يخالف شيئا من ذلك فهو المحمود اهـ .

وجرى الامام العز بن عبد السلام والنووي كذلك وابن الأثير على تقسيم البدعة الى ما أشرنا اليه سابقا .

التاسع عشر : كل ما تشمله الأدلة الشرعية ولم يقصد باحداثه مخالفة الشريعة ولم يشتمل على منكر فهو من الدين .

وقول المتعصب ان هذا لم يفعله السلف

ليس هو دليلا لــه ، بل هو عــدم دليل كما لايخفى على من مارس علم الأصول فقد سمى الشارع بدعة الهدى سنة ووعد فاعلها أجرا فقال عليه الصلاة والسلام : من سن في الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل أجر من عمل بها ، ولا ينقص من أجورهم شيء ٠

العشرون : ان الاحتفال بالمولد احيــــاء لذكرى المصطفى صلى الله عليه وسلم وذلك مشروع عندنا في الاسلام ، فأنت ترى أن اكثر اعمال الحج انما هي احياء لذكريات مشهودة ومواقف محمودة فالسعي بين الصفا والمروة ورمي الجمــار والذبح بمنى كلهــا حوادث ماضية ســابقة ، يحيي المسلمون ذكراهــا بتجديد صورتها في الواقع ٠

واحد وعشرون : كل ما ذكرنا سابقا مــن الوجوه في مشروعية المولد انما هو في المولد

الذي خلا من المنكرات المذمومة التي يجب الانكار عليها ، أما اذا اشتمل المولد على شيء مما يجب الانكار عليه كاختلاط الرجال بالنساء وارتكاب المحرمات وكثرة الاسراف مما لايرضى به صاحب المولد الشريف صلى الله عليه وسلم فهذا لاشك في تحريمه ومنعه لما اشتمل عليه من المحرمات لكن تحريمه حينئذ يكون عارضيا لاذاتيا كما لايخفى على من تأمل ذلك .

« رأي الشيخ ابن تيمية في المولد »

يقول : قد يثاب بعض الناس على فعل المولد .

وكذلك ما يحدثه بعض الناس اما مضاهاة للنصارى في ميلاد عيسى عليه السلام واما محبة للنبي صلى الله عليه وسلم وتعظيما له والله قد يثيبهم على هذه المحبة والاجتهاد لا على البدع ثم قال :

واعلم أن من الأعمال مـــا يكون فيه خير لاشتماله على أنواع من المشروع ، وفيه أيضا شر من بدعة وغيرها فيكون ذلك العمل شرا بالنسبة الى الاعراض عن الدين بالكلية كحال المنافقين والفاسقين .

وهذا قد ابتلى به أكثر الأمة في الأزمان المتأخرة فعليك هنا بأدبين :

أحدهما : أن يكون حرصك على التمسك بالسنة باطنا وظاهرا في خاصتك وخاصة من يطيعك واعرف المعروف وانكر المنكر .

الثاني : أن تدعو الناس الى السنة بحسب الامكان فاذا رأيت من يعمل هذا ولا يتركه الا الى شر منه فلا تدعو الى ترك منكر بفعل ماهو أنكر منه أو بترك واجب أو مندوب تركه أضر من فعل ذلك المكروه ولكن اذا كان في البدعة نوع من الخير فعوض عنه من الخير المشروع

بحسب الامكان اذ النفوس لاتترك شيئا الا بشيء ولا ينبغي لأحـــد أن يترك خيرا الا الى مثله أو الى خير منه ، ثم قال :

فتعظيم المولد واتخاذه موسما قد يفعله بعض الناس ويكون له فيه أجر عظيم لحسن قصده وتعظيمه لرسول الله صلى الله عليه وسلم كما قدمته لك أنه يحسن مـــن بعض الناس ما يستقبح من المؤمن المسدد ، ولهذا قيل للامام أحمد عن بعض الأمراء أنـــه انفق على مصحف ألف دينار ونحو ذلك فقال : دعه فهذا أفضل ما أنفق فيه الذهب أو كما قال ، مع أن مذهبه : أن زخرفة المصاحف مكروهة، وقد تأول بعض الأصحاب أنه أنفقها في تجديد الورق والخـــط ، وليس مقصود أحمد هـــذا وانما قصده أن هذا العمل فيه مصلحة وفيه أيضا مفسدة كره لأجلها (١) .

---

١ – انظر اقتضاء الصراط المستقيم لشيخ الاسلام ابن تيمية

مفهوم المولد في نظري

اننا نرى أن الاحتفال بالمولد النبوي الشريف ليست له كيفية مخصوصة ، لابد من الالتزام والزام الناس بها ، بل ان كل ما يدعو الى الخير ويجمع الناس على الهدى ويرشدهم الى ما فيه منفعتهم في دينهم ودنياهم يحصل به تحقيق المقصود من المولد النبوي . ولذلك فلو اجتمعنا على شيء من المدائح التي فيها ذكر الحبيب صلى الله عليه وسلم وفضله وجهاده وخصائصه ولم نقرأ قصة المولد النبوي التي تعارف الناس على قراءتها واصطلحوا عليها حتى ظن بعضهم ان المولد النبوي لايتم الا بها . ثم استمعنا الى ما يلقيه المتحدثون من مواعظ وارشادات والى ما يتلوه القاريء من آيات أقول لو فعلنا

ذلك فان ذلك داخل تحت المولد النبوي الشريف ويتحقق بـه معنى الاحتفال بالمولـد النبوي الشريف واظن ان هـذا المعنى لا يختلف عليه اثنان ولا ينتطح فيه عنزان .

القيـــام في المولــــد

أما القيام في المولد النبوي عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم وخروجه الى الدنيـــا ، فان بعض الناس يظن ظنا باطلا ، لا أصل له عند أهل العلم فيما أعلم بل عند اجهل الناس ممن يحضر المولد ويقوم مع القائمين وذاك الظن السيء هو ان الناس يقومون معتقدين أن النبي صلى الله عليه وسلم يدخل الى المجلس في تلك اللحظة بجسده الشريف ، ويزيد سوء الظن ببعضهم فيرى ان البخور والطيب لــــه وأن الماء الذي يوضع في وســـط المجلس ليشرب منــــه .

وكل هذه الظنون لا تخطر ببال عاقل من المسلمين واننا نبرأ الى الله من كل ذلك لما في

ذلك من الجراءة على مقام رسول الله صلى الله عليه وسلم .

والحكم على جسده الشريف بما لا يعتقده الا ملحد مفتر وأمور البرزخ لا يعلمها الا الله سبحانه وتعالى .

والنبي صلى الله عليه وسلم أعلى من ذلك واكمل وأجل من أن يقال في حقه أنه يخرج من قبره ويحضر بجسده في مجلس كذا في ساعة كذا .

أقول هذا افتراء محض وفيه من الجراءة والوقاحة والقباحة مالا يصدر الا من مبغض حاقد أو جاهل معاند .

نعم اننا نعتقد انه صلى الله عليه وسلم حي حياة برزخية كاملة لائقة بمقامه ، وان روحه جوالة سياحة في ملكوت الله سبحانه وتعالى ويمكن ان تحضر مجالس الخير ومشاهد

النور والعلم . وكذلك أرواح خلص المؤمنين من اتباعه .

وقد قال مالك : بلغني ان الروح مرسلة تذهب حيث شاءت .

وقال سلمان الفارسي : أرواح المؤمنين في برزخ من الأرض تذهب حيث شاءت . (كذا في الروح لابن القيم ص ١٤٤) .

اذا علمت هذا فاعلم ان القيام في المولد النبوي ليس هو بواجب ولا سنة ولا يصح اعتقاد ذلك أبدا ، وانما هي حركة يعبر بها الناس عن فرحهم وسرورهم . فاذا ذكر أنه صلى الله عليه وسلم ولد وخرج الى الدنيا يتصور السامع في تلك اللحظة ان الكون كله يرقص فرحا وسرورا بهذه النعمة فيقوم مظهرا لذلك الفرح والسرور ، معبرا ، فهي مسالة عادية محضة لا دينية ، انها ليست عبادة

ولا شريعة ولا سنة ، وما هي الا ان جرت عادة الناس بها واستحسن ذلك من استحسنه من أهل العلم ، وقد اشار الى ذلك البرزنجي مؤلف أحد الموالد النبوية بنفسه اذ قال بالنص : (وقداستحسن القيام عند ذكر مولده الشريف أئمة ذووا روايه ورويه فطوبى لمن كان تعظيمه صلى الله عليه وسلم غاية مرامه ومرماه) ويقول في المنظوم .

وقد سن أهل العلم والفضل والتقى
قياما على الأقدام مع حسن امعان
بتشخيص ذات المصطفى وهو حاضر
بأي مقام فيه يذكر بل دان

فأنت تراه يقول : وقد سن أهل العلم . ولم يقل سن النبي صلى الله عليه وسلم او الخلفاء الراشدون . ولم يقل (سنة مطلقة) بل قال وقد سن أهل العلم . وبعدها يقول :

(بتشخيص ذات المصطفى) أي أن هنا القيام لتصور شخص النبي صلى الله عليه وسلم في الذهن وهـــذا التصور شيء محمود ومطلوب بل لابد أن يتوفر في ذهن المسلم الصادق في كل حين لـكمل اتباعه له صلى الله عليه وسلم وتزيـــد محبته فيه صلى الله عليه وســـلم ويكون هواه تبعا لما جاء به .

فالناس يقومون احتراما وتقديرا لهـــذا التصور الواقع في نفوسهم عن شخصية ذلك الرسول العظيم مستشعرين جـلال الموقف وعظمة المقام وهو أمر عادي كما تقدم ولذلك فان من لم يقم لاشيء عليه ولا يكون آثما شرعا نعم . قد يفسر موقفه ذلـــك بسوء الأدب أو قلة الذوق أو جمود الاحساس .

كما يوصف بذلك كل انسان يترك أمرا من الأمور العادية التي اصطلح عليها النـــاس وجرى بها عرفهم .

وجوه استحسان القيام

الوجه الأول ـ انـه جرى عليه العمل في سائر الاقطار والامصـار واستحسنه العلماء شرقا وغربا والقصد به تعظيم صاحب المولد الشريف صلى الله عليه وسلم وماستحسنه المسلمون فهو عند الله حسن وما استقبحوه فهو عند الله قبيح كما تقدم في الحديث .

الوجه الثاني ـ ان القيام لاهـل الفضل مشروع ثابت بالأدلة الكثيرة من السنة وقـد الف الامام النووي في ذلـك جزءا مستقلا وايده ابن حجر ورد علي ابن الحاج الـذي رد عليه بجزء سماه رفع الملام عـن القائـل باستحسان القيام من أهل الفضل .

الوجـه الثالث ـ ورد في الحدث المتفق

عليه قوله صلى الله عليه وسلم خطابا للانصار
قوموا لسيدكم وهــذا القيــام كان تعظيما
لسيدنا سعد رضي الله عنه ولم يكن من أجل
كونــه مريضا والا لقال قوموا الى مريضكم
ولم يقل الى سيدكم ولم يأمر الجميع بالقيام
بل كان قد أمر البعض .

الوجه الرابع ـ كان مــن الهــدى النبي
صلى الله عليه وسلم ان يقوم تعظيما للداخل
عليه وتأليفا كما قام لابنته فاطمة واقرها على
تعظيمها له بذلــك وامر الانصــار بقيامهم
لسيدهم فدل ذلك على مشروعية القيام وهو
صلى الله عليه وسلم أحق من عظم لذلك .

الوجه الخامس ـ قــد يقال ان ذلــك في
حياته وحضوره صلى الله عليه وسلم وهو في
حالة المولد غير حاضر . فالجواب عن ذلــك ان

قاريء المولد الشريف مستحضر له صلى الله
عليه وسلم بتشخيص ذاته الشريفة فهوعليه
الصلاة والسلام قادم في العالم الجسماني من
العالم النوراني من قبــل هذا الوقت بزمــن
الولادة الشريفة وحاضر عند قول التالي فولد
صلى الله عليه وسلم بحضور ظلى هو أقرب
من حضوره الاصلي ويؤيد هذا الاستحضار
التشخيص والحضورالروحاني انهعليهالصلاة
والسلام متخلق باخلاق ربه وقد قال عليــه
الصلاة والسلام في الحديث القدسي أناجليس
من ذكرني.وفي رواية انامع من ذكرني فكان
مقتضى تأسيه بربه وتخلقه باخلاقه ان يكون
صلى الله عليه وسلم حاضر مع ذاكره في كل
مقام يذكر فيــه بروحــه الشريفة ويــكون
استحضار الذاكر ذلك موجبا لزيادة تعظيمه
صلى الله عليه وسلم .

الكتب المصنفة في هذا البـاب

الكتب المصنفة في هـــذا الباب كثيرة جـــدا منهـا المنظـوم ، ومنهـا المنثـور ، ومنها المختصر والمطول والوسط ، ولا نريدفي هذه العجالة الموجزة أن نستوعب ذكر ذلـك كله لكثرته وسعته . وكذلك لانستطيع أن نقتصر عـلى ذكر شيء من ذلك على وجـه الاجمال ، لأنه ليس مصنف أولى من مصنف في تقديم ذكره . وان كان لابد أن يكون بعضها أفضل وأجل من بعض ، ولذلك فاني ساقتصر هنا عـلى ذكر كبار علماء الأمة مـن الحفاظ الأئمة الذين صنفوا في هذا الباب وظهرت لهم موالد مشهورة معروفة .

فمنهم الحافظ محمد بن أبي بكر بن عبدالله القيسي الدمشقي الشافعي المعروف بالحافظ

ابن ناصر الدين الدمشقي المولود سنة(٧٧٧) والمتوفى سنة (٨٤٢)قال عنه الحافظ ابن فهد في لحظ الالحاظ ذيل تذكرة الحفاظ صفحة ٣١٩ .

هو امام حافظ مفيد وفقيه مؤرخ مجيد لـه الذهن الصافي السالم الصحيح والخط الجيد المليح على طريق أهل الحديث . وقال، كتب الكثير وعلق وحشى وأثبت وطبق وبرز على أقرانه وتقدم وأفاد كل من اليه يمم .

وقد تولى مشيخة دار الحديث الاشرفية بدمشق . وقال عنه السيوطي صار محدث البلاد الدمشقية . وقال الشيخ محمد زاهد في تعليقه على ذيل الطبقات قال الحافظ جمال الدين بن عبد الهادي الحنبلي في الرياض اليانعة لما ترجم لابن ناصر الدين المذكور . كان معظما للشيخ ابن تيمية محبا لـه مبالغا في

محبته اهـ . قلت وقد ذكر له ابن فهد مؤلفا بسمى الرد الوافر على من زعم ان من سمى ابن تيمية شيخ الاسلام كافر - قلت هـــذا الامام قد صنف في المولـــد الشريف اجـــزاء عديدة فمن ذلك مـــا ذكره صاحب كشـــف الظنون عـــن اسامي الكتب والفنون صفحة ٣١٩ . جامع الآثار في مولـــدا لنبي المختار في ثلاث مجلدات واللفظ الرائق في مولد خـــير الخلائق وهو مختصر اهـ . وقال ابن فهد وله أيضا مورد الصادي في مولد الهادي .

ومـــن أولئك الحافظ عبـــد الرحيم بن الحسين بن عبـــد الرحمن المصري الشـــهير بالحافظ العراقي المولود سنة ٧٢٥ والمتوفي سنة ٨٠٨ .

وهو الامام الكبير الشهير ابو الفضل زين الدين وحيـــد عصره وفريد دهره حافـــظ

الاسلام وعمدة الانام العلامة الحجـة الحبر الناقد من فـاق بالحفظ والاتقان في زمانـه وشهد له بالتفرد في فنه أئمة عصره وأوانه ، برع في الحديث والاسناد والحفظ والاتقان . وصار المشار اليه في الديار المصرية بالمعرفة. وماذا أقول في امام كهـذا وبحر خضم وفحل من فحول السنة وطود عظيم من أركان هـذا الدين الحنيف ويكفينا قبول الناس لقولـه في الحديث والاسنادوالمصطلح ورجوعهم اليه اذا قيل قال العراقي .

والفيته في هـذا البـاب عليها الاعتماد ويعرفه فضلا وعلما كل من له أدنى معرفـة وصلة بالحديث ، ان هذا الامام قـد صنف مولدا شريفا أسماه المورد الهني في المولـد السني ذكره ضمن مؤلفاته غير واحد مـن

الحفاظ مثل ابن فهد والسيوطي في ذيولهما على التذكرة .

ومن اولئك :

الحافظ محمد بن عبد الرحمن بن محمد القاهري المعروف بالحافظ السخاوي المولود سنة ٨٣١ والمتوفى سنة ٩٠٢ بالمدينة المنورة وهـو المؤرخ الكبير والحافظ الشهير ترجمه الامام الشوكاني في البدر الطالع وقال هو من الأئمة الاكابر . وقال ابن فهد لم ار في الحفاظ المتاخرين مثله ، وهو له اليد الطولى في المعرفة واسماء الرجال واحوال الرواة والجرح والتعديل واليه يشار في ذلك ، حتى قال بعض العلماء لم يات بعد الحافظ الذهبي مثله ، سلك هذا المسلك وبعده مات فن الحديث . وقال الشوكاني ولو لم يكن له من التصنيف الا الضوء اللامع لكان اعظم دليل على امامته .

قلت وقد قال في كشف الظنون ان للحافظ السخاوي جزءا في المولد الشريف صلى الله عليه وسلم .

ومن أولئك الحافظ المجتهد الامام ملا علي قاري بن سلطان بن محمد الهروي المتوفى سنة ١٠١٤ صاحب شرح المشكاة وغيرها .

ترجمه الشوكاني في البدر الطالع . وقال: قال العصامي في وصفه بالجامع للعلوم النقلية والمتضلع من السنة النبوية أحد جماهير الأعلام ومشاهير أولى الحفظ والافهام ثم قال لكنه امتحن بالاعتراض على الأئمة لاسيما الشافعي اهـ . ثم تكلف الشوكاني وقام يدافع وينافح عن ملا علي قاري بعد سوقه كلام العصامي . فقال : أقول هذا دليل على علو منزلته فان المجتهد شانه ان يبين مايخالف

الادلة الصحيحة ويعترضه سواء كان قائله عظيما أو حقيرا تلك مشكاة ظاهر عنك عارها .
قلت هذا الامام المحدث المجتهد الذي ترجم له الشوكاني الذي قالوا عنه انه مجتهد ومحدث قد صنف في مولد الرسول صلى الله عليه وسلم كتابا قال صاحب كشف الظنون واسمه المورد الروي في المولد النبوي . قلت وقد حققته بفضل الله تعالى وعلقت عليه وطبعته لأول مرة .

ومن اولئك الحافظ الامام عماد الدين اسماعيل بن عمر بن كثير صاحب التفسير .

قال الذهبي في المختص الامام المفتي المحدث البارع ثقة متفنن محدث متقن اهـ .

وترجمه الشهاب أحمد بن حجر العسقلاني في الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة في صفحة ٣٧٤ جاء منها :

انه اشتغل بالحديث مطالعة في متونه ورجاله . وقال وأخذ عن ابن تيمية ففتن بحبه وامتحن لسببه وكان كثير الاستحضار حسن المفاكهة سارت تصانيفه في البلاد في حياته وانتفع بها الناس بعد وفاته سنة ٧٧٤ وقد صنف الامام ابن كثير مولدا نبويا طبع اخيرا بتحقيق الدكتور صلاح الدين المنجد .

ومن اولئك الحافظ وجيه الدين عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني اليمني الزبيدي الشافعي (المعروف بابن الديبع والديبع بمعنى الأبيض بلغة السودان هو لقب لجده الأعلى بن يوسف) ولد في المحرم سنة ٨٦٦ هـ وتوفي يوم الجمعة ثاني عشر من رجب الفرد سنة ٩٤٤ هـ . وكان رحمه الله أحد أئمه الزمان . اليه انتهت مشيخة الحديث حدث

بالبخــاري اكثر من مائــة مرة وقراه مرة في ستة أيام .

وقد صنف مولدا نبويا مشهورا في كثير من البلاد وقد حققناه وعلقنا عليه وخرجنـا أحاديثه بفضل الله .

وكتبــه

محمد علوي المالكي الحسني

تم بحمد الله .